QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

مفقود الخبر کے احکام پر سماجی تغیرات کے اثرات؛ایک تجزیاتی مطالعہ

Effects of social changes on rules of Mafqood-ul-Khabar; An analytical Review

Shahbaz Khan
Doctoral Candidate, Dept. of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala.
Email: shahbaz2618@gmail.com

Mafqūd ul-Khabar (مفقود الخبر) means a person who is missing from his family and no one knows anything about him whether he is alive or dead.
According to the Hanafi school of Law, a woman should wait for her disappearing husband at least 60 years leading to rest of her life. In this regard, imam Malik's religion is more appropriate and convenient. Even Hanafi jurists also adopted this because it is so difficult for a wife to wait almost 60 years or the rest of her life for her husband. For example, according to the current law in Pakistan, if the husband has been disappeared for 4 years, in such a case, wife has been given the right of Tansīkh (تنسیخ) by the court, but in such a case the court-order has been kept in a stand for six months.
Our current law gives a relaxation of four years to have been taken from the jurisprudence of Maliki. In view of the prevailing laws, they also have a period of time in case of husband's involvement, but the period of disappearance of the husband in Iraq is 4 years, whereas in Egypt, Morocco and Jordan this period is one year, so according to the law of these countries, the wife will wait for one year.

Key Words: Mafqūd al-Khabar, Missing Husband, School of law, Tansīkh, Courts.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تمہید:

مفقود الخبر (گم شدہ/لاپتا) شخص کی میراث سے متعلق متقدمین احناف، مالکیہ اور شوافع کا مسلک یہ ہے کہ اس کی عمر کے ۹۰ سال تک انتظار کیا جائے گا اور اس کے بعد بھی اس کی خبر نہ ہو تو اس کی میراث تقسیم کردی جائے گی۔

بعض حضرات نے اس کے شہر کے، اس کے ہم عصر و ہم عمر لوگوں کا اعتبار کیا ہے کہ جب وہ سب فوت ہو جائیں تو پھر اس کو بھی مردہ تصور کیا جائے گا۔ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث "أعمار امتي ما بين الستين إلى السبعين" کو لیتے ہوئے ستر سال کا قول اختیار کیا ہے۔ البتہ متاخرین نے ساٹھ سال کے قول کو ترجیح دی ہے، لیکن مفقود (گم شدہ / لاپتا شخص) کی بیوی کے نکاح کے بارے میں علماء مالکیہ کا قول میراث کے حکم سے مختلف ہے۔ اس بارے میں ان کا قول چار سال کا ہے، یعنی چار سال انتظار اور تلاش کے بعد مفقود (گم شدہ / لاپتا شخص) کی بیوی کے مطالبہ پر عدالت ان کا نکاح فسخ کر سکتی ہے اور ماضی قریب کے ہمارے اکابر اور علمائے احناف نے اسی کو اختیار کرتے ہوئے اس پر فتویٰ دیا ہے اور اس کا ایک طریقہ کار وضع کر دیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:
اس لاپتا شخص کی بیوی قاضی کے پاس دعویٰ پیش کرے اور اس کے ساتھ تاحال اپنے نکاح کو ثابت کرے، اس کے بعد اپنے شوہر کے مفقود (لاپتا) ہونے کو ثابت کرے، پھر قاضی اس کے شوہر کی تلاش کا حکم دے، حتی الامکان جہاں جہاں ممکن ہو' وہاں تلاش کروائے۔ جب قاضی اس کے ملنے سے بالکل نااُمید ہو جائے تو عورت کو چار سال کی مہلت دے، اگر ان چار سالوں میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئے تو عورت دوبارہ درخواست دے کر نکاح فسخ کروالے اور شوہر کو مردہ تصور کر کے عدتِ وفات چار ماہ دس دن گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔
مزید چار سال کے انتظار کا حکم اس وقت ہے جب عورت کے لیے نفقہ اور گزارہ کا بھی انتظام ہو اور عفت وعصمت کے ساتھ یہ مدت گزارنے پر قدرت بھی ہو۔ اگر اس کے نفقہ وغیرہ کا انتظام نہ ہو تو جب تک انتظار کر سکتی ہے' کرے، جس کی مدت ایک ماہ سے کم نہ ہو۔ اس کے بعد عدالت سے فسخِ نکاح کے لیے رجوع کرے اور اگر نفقہ وغیرہ کا تو انتظام ہے، لیکن بغیر شوہر کے رہنے میں عفت وعصمت کا خطرہ ہے تو پھر سال بھر صبر کرنے کے بعد قاضی کی طرف جائے اور مفقود کے ساتھ اپنے نکاح اور پھر اس کے غائب ہونے کو ثابت کرے کہ وہ اتنی مدت سے غائب ہے اور اس نے اس کے لیے نہ نان نفقہ چھوڑا ہے اور نہ کسی کو نفقہ کا ضامن بنایا۔ اور عفت کی صورت میں قسم کھائے کہ میں شوہر کے بغیر عفت قائم نہیں رکھ سکتی۔
جب اِثبات اور اِشہاد (یعنی شوہر کے لاپتہ ہونے کا ثبوت اور اس پر گواہی) کا یہ عمل مکمل ہو جائے تو قاضی عورت کو کہہ دے کہ میں نے تمہارا نکاح فسخ کیا یا شوہر کی طرف سے طلاق دے دی، یا خود عورت کو اختیار دے دے کہ وہ اپنے آپ کو طلاق واقع کرے، جب وہ اپنے آپ پر طلاق واقع کر دے تو قاضی اس طلاق کو نافذ کر دے اور عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ مذکورہ مقالہ میں مفقود الخبر کے متعلق مسائل ذکر کرنے کے ساتھ اس امر کی توضیح بھی کی جائے گی کہ تغیراتِ زمانہ کس حد تک اس میں مؤثر ہے۔

زوج مفقود کا مطلب:

زوج اور مفقود یہ دونوں عربی کے لفظ ہیں زوج شوہر کو کہتے ہیں اور مفقود گم شدہ کو کہتے ہیں یعنی زوج مفقود (گمشدہ شوہر) جس طرح عرب لوگوں کے ہاں بہت سارے مقولے مشہور ہیں مثلاً:
۱۔"فُلانٌ فَقَدَ ابنه" یعنی اس کا بیٹا گم ہو گیا۔
۲۔"فُلانٌ فَقَدَ مَالَه" یعنی اس کا مال گم ہو گیا۔
جس طرح ان دو مقولوں کے اندر عرب لوگ گمشدہ چیز کو بتلاتے ہیں اسی طرح جس عورت کا شوہر گم ہو چکا ہو تو اسے بھی کہا جاتا ہے کہ "فُلانةٌ فَقَدَتْ زوجَہا" یعنی اس عورت کا شوہر گم ہو چکا ہے۔

اصطلاح فقہاء میں مفقود الخبر:

اصطلاحی معنی کے اعتبار سے اس کی بہت ساری تعریفیں کی گئی ہیں تو ان میں سے چند ایک یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مثلاً

۱۔ "المفقود هو الشخص الذي غاب عن اهله وانقطعت اخباره فلا يدري هل هو حي ام ميت "[1]

یعنی مفقود آدمی وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں سے غائب ہو اور اس کی کوئی خبر کسی کو معلوم نہ ہو، اور اس کی زندگی اور موت کے بارے میں بھی کسی کو کچھ پتہ نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔

۲۔ "من خرج من بيته او سافر وانقطعت اخباره تماما"[2]

یعنی مفقود آدمی اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنے گھر سے نکلا کسی سفر پر اور پھر اس کے حال و احوال، زندگی اور موت کے بارے میں خبریں بالکل منقطع ہو چکی ہوں تو یہ مفقود آدمی کہلائے گا۔

۳۔ "الاسير الذي لا يعلم موضعه ولا يمكن الاطلاع على اخباره فهو مفقود "[3]

یعنی وہ قیدی جس کی جگہ، مکان کسی کو معلوم نہ ہو اور نہ اس کی خبریں معلوم ہوں کہ وہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر چکا ہے تو یہ مفقود ہے۔

۴۔ امام نووی رحمہ اللہ "روضة الطالبين" میں مفقود کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "فالمفقود الذي انقطع خبره وجهل حاله في سفر او حضر في قتال او عند انكسار سفينه او غيرهما"[4]

یعنی مفقود آدمی وہ ہے کہ جس کی خبریں بالکل ختم ہو گئی ہوں اس کے احوال نامعلوم ہوں چاہے سفر کی وجہ سے ہو یا حضر کی وجہ سے ہو یا جنگ کی وجہ سے ہو یا بحری سفر کرتے ہوئے سمندر میں کشتی کے ٹوٹنے کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کوئی اور سبب بنا ہو جس کی وجہ سے اس کے احوال نامعلوم ہوں تو یہ آدمی بھی مفقود ہی ہوتا ہے۔

مفقود الخبر سے متعلق ایک اہم نکتہ:

رہی بات کہ مفقود آدمی کی بیوی کے متعلق کہ وہ کب دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر زوج مفقود الخبر ہے اور اس کی بیوی تفریق کا مطالبہ کرتی ہے تو آیا اس کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں اور اس کا مطالبہ قبول کیا جائے گا یا نہیں۔ فقہاء احناف اس مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"ليس للزوجة المفقود الحق في طلب التفريق بسبب الفقد و لا يفرق بين المفقود و زوجته عند الاحناف الا اذا حكمنا بموتي وذلك بموت اقرانه "[5]

یعنی مفقود الخبر کی بیوی اس وقت تک نکاح نہیں کرے گی جب تک اس کے ہم عصر اور ہم عمر لوگ اس دنیا میں موجود ہوں گے جب اس کے ہم عصر لوگ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر مفقود الخبر کی موت کے متعلق بھی یہی گمان کیا جائے گا کہ اب وہ بھی دنیا میں نہیں

---

[1] Syed Sābiq, Fiqh ul-Sunnah (Beirūt: Dār al-Kutub al-Arbī, 3rd Edition: 1977 A.D), 651/3.

[2] https://islamicsham.org/fatawa/1705

[3] Ahmad Alī Ṭāhā Riyān, Fiqh ul-Usrah, Al-Mabhath al-Thānī: Ahkām Zoaj al-Mafqūd, 300.

[4] Abū Zakriyā Yahyā Sharf ud-Dīn al-Nawavī, Rawdah tul-Tālibīn wa Umdah tul-Muftiyīn (Damishq: Al-Maktab al-Islāmī, 1412 A.H), 34/6.

[5] https://islamicsham.org/fatawa/1705

رہاتواب اس مفقود کی بیوی نکاح کر سکتی ہے۔اور اگر اس مفقود آدمی کے ہم عصر لوگ ابھی زندہ ہوں تو پھر اس کی بیوی کو اختیار ہے کہ اگر وہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اور اگر نہ کرنا چاہے تو اس کی مرضی۔اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

" اما ان تكون غيبته ظاهره الهلاك كمن فقد في حرب او زلزال ونحو ذلك فهناك تنتظر الزوجة أربع سنوات ثم تعتد أربعة أشهر وعشرا "[6]

یعنی اگر آدمی کا غائب ہونا ظاہر ہو جیسا کہ آدمی جنگ میں یا زلزلے میں یا اس کے علاوہ کسی اور جگہ پر غائب ہو جائے اور مفقود الخبر ہو گیا ہو تو اس صورت میں اس کی بیوی چار سال تک اس کا انتظار کرے گی اگر وہ مفقود آدمی نہیں لوٹتا تو پھر اس کی بیوی چار ماہ دس دن عدت گزارے گی۔

مذکورہ عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس مفقود کی بیوی چار سال انتظار کرے گی اس کے بعد پھر وہ اپنی چار ماہ دس دن عدت گزارے گی پھر عدالت کے ذریعے سے یا قاضی وقت کے ذریعے سے اپنا نکاح فسخ کرے گی اب اس کو آگے دوسرا نکاح کرنے کے اختیار ہے۔

مفقود الخبر کی اقسام:

امام مالک رحمہ اللہ مفقود آدمی کی چار اقسام بیان فرماتے ہیں:

1: پہلی قسم کہ اسلامی حکومت میں آدمی گم ہو جائے۔

2: دوسری قسم کہ جنگ کے دوران کوئی آدمی گم ہو جائے۔

3: تیسری قسم کہ کفار کے ملک میں گم ہو جائے۔

4: چوتھی قسم کہ مسلم ممالک میں گم ہو جائے۔[7]

مفقود الحال کا حکم:

1: **پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ** اگر مفقود آدمی اسلامی حکومت میں گم ہوا ہو تو اس صورت میں فقہائے مالکیہ فرماتے ہیں کہ چار سال تک اس کا انتظار کیا جائے گا ،لیکن اگر کفار کے ساتھ جنگ میں کوئی آدمی مفقود ہو جائے تو تو پھر مالکیہ کے ہاں احکام مختلف ہیں

2: **دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ** فقہاء مالکیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی کفار کے ساتھ جنگ میں گم ہو جائے تو جب تک اس کی موت کا یقینی علم نہ ہو جائے تو اس وقت تک یہ مفقود آدمی زندہ تصور کیا جائے گا اور قیدیوں میں شمار ہو گا اس صورت میں اس آدمی کی بیوی اسی کے نکاح میں رہے گی دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔

3: **تیسری قسم کا حکم یہ ہے کہ** آدمی کفار کے ملک میں گم ہو گیا ہو تو فقہائے مالکیہ فرماتے ہیں " کہ مفقود آدمی کی بیوی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نکاح کرے مگر اس صورت میں کہ اس کے شوہر کی موت یقینا ثابت ہو جائے یا پھر اس عمر کا آدمی دیکھا جائے گا کہ وہ ابھی تک زندہ ہے یا نہیں۔اگر اس مفقود آدمی کا ہم عمر آدمی ابھی زندہ ہو تو اس مفقود آدمی کے زندہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اسکی بیوی اسی کے نکاح میں رہے گی۔

---

[6] Muhammad bin Ṣālih al-ʻAthimain, Al-Sharah al-Ṣawtī li-Zād al-Mustaqneʻ, D,T,N, 3391/2.

[7] Abul Walīd Muhammad bin Ahmad al-Qurṭabī, al-Muqaddamāt al-Mahdāt (Labnān: Dār al-ʻArab al-Islāmī, 1st Edition: 1408A.D), 533/1.

4: چوتھی قسم کا حکم یہ ہے کہ اس کے مال میں مفقود کا حکم لگایا جائے گا اور اس کی بیوی کے نکاح کے سلسلے میں مفقود کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔[8]

اگر عورت تنسیخِ نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس صورت میں عورت کا شرعی حکم یہ ہے کہ عدالت میں دعویٰ تفریق بوجہ مفقود الخبری شوہر دائر کرے، حاکم بعد تحقیقات ایک سال کی مدت انتظار کے لیے مقرر کر دے، اگر اس عرصہ میں زوجِ غائب نہ آئے تو نکاح فسخ کر دے، تاریخِ فسخ سے عدت گزار کر دوسرا نکاح کر لے۔ ایک سال کی مدت مقرر کرنا ضروری ہے، ذرائعِ رسل و رسائل کا وسیع ہونا اس شرط کے خلاف نہیں ہے، اور نہ ذرائع کی وسعت اس امر کو لازم ہے کہ گم شدہ شوہر کا پتا معلوم ہو جائے کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں، آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے متعلق معلوم کرنے کے لیے کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ تمام ذرائع استعمال کر لیے جاتے ہیں اور فیصلہ کر لیا جاتا ہے، لیکن بعد میں فیصلہ غلط ہوتا ہے، غرض یہ کہ ایک سال کی مدت اس مصلحت کے لیے ہے کہ امکانی حد تک شوہر کے متعلق کسی نتیجہ پر پہنچا جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔"

اور اگر دوسری شادی کے بعد پہلا شوہر لوٹ آئے تو مذکورہ خاتون کا نکاح اس کے پہلے شوہر سے بدستور قائم رہے گا، دوسرے شوہر کے ساتھ اس کا نکاح خود بخود باطل ہو جائے گا، اس لیے دوسرے شوہر سے فوراً علیحدگی لازم ہو گی اور اگر اس خاتون کی دوسرے نکاح کی رخصتی بھی ہو گئی ہو تو پہلے شوہر کو اس کے ساتھ صحبت کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہو گا، جب تک وہ دوسرے شوہر کی عدت پوری نہ کر لے۔

مدت کا شمار کرنا:

گمشدہ آدمی کی مدت چار سال ہے تو یہ چار سال مدت کب شمار کی جائے گی۔ فقہاء مالکیہ نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ اگر شرعی عدالت گم شدہ آدمی کی موت کی تصدیق کر دے تو اس صورت میں عورت چار سال انتظار کرے گی یعنی عدالت کی تصدیق کرنے کے بعد۔ اس چار سال انتظار کے بعد عورت کا نکاح فسخ ہو جائے گا اس کے بعد عورت چار ماہ دس دن تک عدت گزارے گی۔ اس عدت گزارنے کے بعد عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ وہ اپنے نکاح آگے کر سکے۔

مفقود الخبر پر سماجی تغیرات کے اثرات:

مفقود الخبر یعنی گمشدہ آدمی کے بارے میں جو متزوج ہو اس کے متعلق فقہائے مالکیہ کا مسلک بہت آسان ہے اور اس پر عمل کرنے سے ہم تیسیری پہلوں کو اپنا سکتے ہیں اور خاص کر اس موجودہ صورتحال میں امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک پر عمل کرنے سے معاشرہ میں بہت سارے آسانی کے راستے ہموار ہوتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک بالکل ہمارے حالات کے مطابق ہے اور اس میں بہت سارے آسانی کے پہلو ہیں

جب کہ دوسرے فقہاء نے بڑا سختی سے کام لیا ہے اور اس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے ماوراء ہے جس کو ہم بعید از عقل بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی شادی شدہ اور گم شدہ آدمی کی بیوی ساری زندگی اس کا انتظار کرے گی کسی شادی شدہ عورت کا تاحیات اس کا انتظار کرنا اور اپنی خواہشات کو دبا کے رکھنا یہ مشکل کیا ناممکن سی صورت ہے بلکہ ایسی صورت میں یہ تکلیف مالا یطاق ہے شوہر کی موت

---

[8] Abū al-Walīd al-Bājī, Al-Muntaqā Sharah al-Mawṭā (Egypt: Matbaʿ al-Saʿādah, 1st Edition: 1332 A.D), 93/4.

کی خبر تک عورت کا صبر کی امید پر بیٹھے رہنا جنسی آوارگی کے لئے ایک قوی ذیعہ اور سبب ہے لہذا اس مسئلے میں امام مالکؒ کے مسلک میں یسر اور عدم حرج ہے۔

مسلک راجح:

مفقود الخبر کے مسئلے میں حنفیہ اور حنابلہ کے مقابلے میں مالکیہ کا مسلک صحیح ترین معلوم ہوتا ہے لہذا اس مسئلے میں میں امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک کو اختیار کرنا احناف متاخرین سے بھی ثابت ہے۔ تو اس سے پتہ چلا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک زیادہ راجح ہے۔

اجتہاد عمر کے عین موافق:

امام مالک کا مسلک جو کہ چار سال کی مدت ہے یہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے بالکل عین مطابق ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد عرفی مدت ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد عرفی مدت ہے تو اس میں ہر زمانے کا اعتبار کیا گیا ہے کہ ہر زمانے میں جب بھی اس طرح کا مسئلہ پیش آئے گا تو اس میں عرف کی رعایت کو سامنے رکھا جائے گا۔

موجودہ اسلامی قوانین اور اجتہاد عمر:

موجودہ اسلامی ممالک میں جو قوانین بنائے گئے ہیں وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو سامنے رکھتے ہوئے مرتب کیے گئے ہیں۔

ان اسلامی ممالک کے قوانین میں سے کچھ اسلامی ممالک قوانین کو میں یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا تو آیئے اب اسلامی ممالک کے قوانین میں سے کچھ قوانین کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح موجودہ دور کے ساتھ ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو سامنے رکھتے ہوئے قوانین مرتب کر رہے ہیں۔

ان میں سے سب سے پہلے آپ مصر کا قانون دیکھیے گا کہ مصر کا قانونی ہے کہ جب شوہر ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ بغیر کسی عذر کے غائب ہو جائے تو مصر کا قانون اس کی بیوی کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ قاضی کے سامنے جائیں اپنی درخواست دائر کرے اور طلاق بائن لے لے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شوہر کی غیابت اتنی طویل ہو جائے کہ عورت کو اس سے ضرر ہوتا ہے تو وہ اپنے شوہر کے نام پیغام بھیجے گی خط بھیجے گی اگر اس کا شوہر آجاتا ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ عورت قاضی اور جج کے پاس جائے گی اور اپنے شوہر کے خلاف درخواست دائر کرے گی اس کے بعد قاضی اسکے شوہر کو نوٹس جاری کرے گا کہ وہ عدالت میں آکر اپنی بیوی کو طلاق دے اگر شوہر واپس آجاتا ہے اور عدالت میں پیش ہو جاتا ہے تو ٹھیک ورنہ قاضی بغیر شوہر کی اجازت کے قانوناً عورت کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے۔[9]

عراق کا قانون:

اسی طرح عراقی قانون کے مطابق جب شوہر دو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک بلا عذر غائب ہو تو ایسی صورت میں عورت کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ عدالت میں پیش ہو اور اپنے شوہر کے خلاف درخواست دائر کرے خواہ مرد کا مال عورت کے پاس کیوں ہی کیوں نہ ہو۔

---

[9] Muhammad Abū Zohrā, Al-Ahwāl al-Shakhṣiyah (Beirūt: Dār al-Fikr al-ʿArbī, 2nd Edition: 1342 A.D), 462.

مراکش کا قانون:

مراکش میں دفعہ ۱۱ اور ۲ کے تحت مصر کے قانون کی دفعات ۱۲ اور ۱۳ کے تحت یہ احکام مذکور ہیں۔

اردن کا قانون:

اسی طرح اردن کے قانون کی دفعات ۸۹ اور ۹۰ کے تحت جو احکام بیان کئے گئے ہیں وہ مصری قانون کی دفعات ۱۲ اور ۱۳ کے مطابق ہیں۔

شام کا قانون:

شام کے قانون کی دفعہ ۱۰۹ (۱) اور (۲) کے تحت شوہر کے غائب ہونے کے سبب طلب تفریق کے اختیار کے سلسلے میں وہی احکام مذکور ہیں، جو شوہر کے ساتھ تفریق بسبب قید ہونے کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔[10]

پاکستان میں موجودہ قانون:

پاکستان میں از روئے دفعہ ۲ (۱) قانون انفساخ ازدواج مسلمانان مجریہ ۱۹۳۹ء؛ شوہر کے چار سال سے مفقود الخبر ہونے کی صورت میں زوجہ کو بذریعہ عدالت تفریق کا حق دیا گیا ہے، لیکن ایسی صورت میں عدالت کے حکم کو ٦ ماہ تک موقوف کیا گیا ہے اور ٦ ماہ گزرنے کے بعد یہ حکم منعقد ہو گا لیکن اگر اس ٦ ماہ کے اند شوہر واپس آجائے اور وہ دوبارہ تعلق ازدواجی برقرار رکھنا چاہے تو ایسی صورت میں عدالتی ڈگری اور فیصلہ مؤثر نہ ہو گا۔

ماخوذ نتائج و ثمرات:

(۱) اسلامی ممالک میں میں جو قوانین اب موجود ہیں ان میں فرق صرف اتنا سا ہے کہ عراق میں شوہر کے غائب ہونے کی مدت کم از کم دو سال ہے جبکہ مصر مراکش اور اردن میں شوہر کے غائب ہونے کی مدت صرف ایک سال ہے۔

(۲) دوسرا نتیجہ جو اس بحث سے حاصل ہوا ہے، تیونس کے قانون میں یہ ہے کہ شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں مرد نے عورت کے لئے نان ونفقہ اور اخراجات وغیرہ نہ چھوڑے ہوئے ہوں اور نہ ہی عورت کے لیے کوئی متبادل انتظام کیا ہو تو پھر عورت اور مرد کے درمیان تفریق کر دی جائے گی جبکہ دیگر اسلامی ممالک میں معاملہ اس کے برعکس ہے وہ یہ ہے کہ مرد غائب ہے اور اس نے عورت اخراجات چھوڑے ہوئے ہوں یا نہ چھوڑے ہوں لیکن اس کی مدت غیابت اگر پوری ہو جاتی ہے تو اس کے بعد عورت کو جدا ہونے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ شام کے قانون میں صراحتاً یہ بات مذکور ہے کہ جو آدمی قید ہو یا غائب ہو اور غیابت قانوناً مکمل ہو چکی ہو تو اب اس غیابت کے تحت جو طلاق واقع ہو گی تو وہ طلاق رجعی کے حکم میں داخل ہو گی جب کہ دوسرے اسلامی ممالک میں اس طرح نہیں ہے بلکہ دوسرے اسلامی ممالک قوانین میں یہ طلاق بائن شمار ہو گی۔

---

[10] Dr. Tanzīl ur-Rehmān, Majmūʿah Qawanīn-e-Islām (Islamabad: Idārah Tehqīqāt-eIslāmī, 1st Edition: 1965 A.D), 673/2.